ایمان کے سب تقاضوں کو پورا کریں تا کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے سارے ہی دروازے ہمارے لئے کھل جائیں

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۶ ؍ستمبر ۱۹۶۸ء بمقام احمدیہ ہال۔ کراچی۔ غیر مطبوعہ)

☆ ایمان کے تقاضوں کو پورا کرو گے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت کے دروازے کھولے جائیں گے۔

☆ ہر انسان اپنی قوت اور استعداد کے دائرہ میں اپنے کمال کو حاصل کرسکتا ہے۔

☆ تمہارے لئے ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کی قرب کی راہوں کو تلاش کرو اور نیکیاں بجالاؤ۔

☆ ہر وہ لحظہ جو ہم نے اپنے ربّ کی یاد میں نہیں گزارا وہ ضائع ہو گیا۔

☆ اگر ساری دنیا کسی ایک انسان کے لئے اللہ کی رحمت کے سامان پیدا کرنے کی کوشش کرے تو کبھی کامیاب نہیں ہوسکتی۔

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد ذیل کی آیات تلاوت فرمائیں۔

قُلْ مَنْ ذَا الَّذِیْ یَعْصِمُکُمْ مِّنَ اللّٰہِ اِنْ اَرَادَبِکُمْ سُوْٓءًا اَوْ اَرَادَبِکُمْ رَحْمَۃً وَلَا یَجِدُوْنَ لَھُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ وَلِیًّا وَّلَا نَصِیْرًا (الاحزاب:۱۸) لِیُعَذِّبَ اللّٰہُ الْمُنٰفِقِیْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْمُشْرِکِیْنَ وَالْمُشْرِکٰتِ وَیَتُوْبَ اللّٰہُ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَکَانَ اللّٰہُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا (الاحزاب:۷۴)

اللہ تعالیٰ نے ہماری دعاؤں کو سنا اور اپنی رحمت اور فضل سے میری بیماری کو دور فرمایا اَلْحَمْدُلِلّٰہِ ثُمَّ اَلْحَمْدُلِلّٰہِ۔ لیکن شکر (Sugar) کی کیفیت اپنی حد پر آ کر ٹھہر گئی ہے اور حد پر آ کر ٹھہر جانا خطرناک ہوتا ہے جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بہت سی حدود مقرر کی ہیں اور فرمایا کہ تم حد سے قریب بھی نہ جاؤ کہیں ایسا نہ ہو کہ غلطی یا غفلت کے نتیجہ میں حدود سے باہر ہو جاؤ اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی مول لینے والے بن جاؤ اس طرح انسان کے جو مختلف میکنیزم (Mechanism) ہیں ان میں کم سے کم اور زیادہ سے زیادہ معمول کی کیفیت پائی جاتی ہے اگر اس نظام کی یہ حالت ہو کہ وہ اپنے Maximum پر زیادہ سے زیادہ کھڑا ہو تو تھوڑی سی غفلت یا بے پرواہی یا بدپرہیزی جو ہے اس سے بیماری کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے تو اب شکر کا جو نظام ہے وہ زیادہ سے زیادہ حد کے اوپر کھڑا ہے دعا کریں میں بھی دعا کر رہا ہوں اللہ تعالیٰ فضل کرے اور یہ ان حدود سے کافی نیچے آ جائے تا کہ انسان جو غفلت کا پتلا ہے بے پرواہی کے نتیجہ میں اس حد کو پار کر کے بیماری کی حدود میں داخل نہ ہو اللہ ہی فضل کرنے والا اور شفا دینے والا ہے ایک لمبا عرصہ اپنے حالات کے مطابق ایک لمبا عرصہ کئی ہفتے مجھے کراچی میں ٹھہرنا پڑا ہے آپ دوستوں سے ملنے کا زیادہ اتفاق ہوا ہم نے باتیں کیں ملے، بہت ساروں کے دکھ اور درد سُنے ان کے دور کرنے کی کوشش کی ویسے تو ایک تعلق جماعت کے ساتھ خلیفہ وقت کو ہوتا ہے لیکن

جماعت کا وہ حصہ جو زیادہ وقت تک ساتھ رہے یا جن کے ساتھ کچھ ہفتے گذارنے پڑیں ان کے ساتھ ایک خاص لگاؤ ہو جاتا ہے انشاء اللہ کل چناب ایکسپریس سے ہماری واپسی ہے لیکن جہاں اس خیال سے کہ بہت سے کام رکے ہوئے ہیں اور ربوہ واپس جانا ضروری ہے ربوہ جانے کی خواہش بھی بڑی ہے اور آپ سے جدا ہونے کی اداسی بھی دل محسوس کر رہا ہے تو اللہ تعالیٰ آپ کو اپنی رحمتوں سے نوازتا رہے اور آپ اس کے فضلوں کے ہمیشہ وارث بنیں اور ان راہوں پر آپ کو چلنے کی توفیق ملے جو راہ کہ اس کی رحمت کے دروازے کھولتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کی رحمت کے متعلق ہی میں خطبات دے رہا ہوں اور آج خدا تعالیٰ کی توفیق سے اس نے چاہا تو اس مضمون کو ختم کرنا چاہتا ہوں میں نے بتایا تھا کہ یہ آیت جس کی تفسیر میں بیان کر رہا ہوں سورہ احزاب کی ہے اور میں نے جب غور کیا کہ سورۃ احزاب میں اللہ تعالیٰ ہماری رہنمائی کے لئے یہ بتانا چاہتا ہے کیونکہ انسان اپنے طور پر تو کچھ حاصل نہیں کر سکتا جب تک خدا ہمیں علم نہ دے انسان خود نور سے اپنی نیکی کی اور راستبازی کی سیدھی راہوں کو منور نہیں کر سکتا جب تک اللہ تعالیٰ اس کو توفیق نہ دے تو سورۃ احزاب میں بھی اللہ تعالیٰ نے ضرور ان راہوں کو نشاندہی کی ہوگی جو راہیں اس کی رحمت کے دروازوں تک لے جاتی ہیں اور جو مجاہدہ خدا کو جب مقبول ہو جائے تو رحمت کے دروازے ایسے شخص یا اشخاص یا گروہ کے لئے کھولے جاتے ہیں آج میں سورۃ احزاب کی ہی ایک آیت کو بنیادی نکتہ بنا کر ایک بنیادی اصل کی طرف متوجہ کرنا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ تفاصیل تو قرآن کریم میں بہت ہیں قرآن کریم نے اپنی رحمت کے دروازے کھلوانے کے لئے ہمیں کئی سوراہیں بتائی ہیں ان راہوں پر چلنا بڑا ضروری ہے قرآن کریم میں جو بھی نیکیوں کے طریق بتائے گئے ہیں جو بھی مجاہدات کے راستے ہمیں دکھائے گئے ہیں ان سب پر چلنا ضروری ہے اس لئے قرآن کریم نے اصولی طور پر ہمیں ہدایت دی کہ اگر ایمان کے تقاضوں کو پورا کرو گے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت کے دروازے کھولے جائیں گے۔ یہ بنیادی اور اصولی چیز ہے باقی تمام اسی ایک بنیادی چیز کی فروعات ہیں اللہ تعالیٰ سورۃ احزاب میں فرماتا ہے کہ اس شریعت کو اس لئے نازل کیا گیا ہے کہ جہاں منافق اور منافقات اور مشرک اور مشرکات کے متعلق اللہ تعالیٰ کی طرف سے سوء کا حکم جاری ہو دکھ اور عذاب اور تکلیف اور پریشانی کا حکم جاری ہو وہاں وَيَتُوبَ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ یعنی یہ شریعت اور یہ حقیقت جو شریعت کے نظریے کی غرض ہے اس لئے

نازل کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے انسان کیلئے رحمتوں کے سامان پیدا کئے گئے ہیں وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا اور جو شخص توبہ کرتا ہے اور جو شخص ایمان پر پختگی کے ساتھ قائم ہوتا ہے اس پر اللہ تعالیٰ کی ان دو صفات کے جلوے ظاہر ہوتے ہیں ایک تو اس کی توبہ قبول کی جاتی ہے اور مغفرت کی چادر میں خدائے غفور اسے لپیٹ لیتا ہے دوسرے اس کے مجاہدات قبولیت کا درجہ حاصل کرتے ہیں اور خدائے رحیم اپنی رحمت کی چادریں ایسے شخص اور وجودوں پر نازل کرنا شروع کر دیتا ہے اس کو زیادہ وضاحت کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے سورۃ نساء میں بیان کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَاعْتَصَمُوْا بِهٖ فَسَيُدْخِلُهُمْ فِيْ رَحْمَةٍ مِّنْهُ وَفَضْلٍ وَّ يَهْدِيْهِمْ اِلَيْهِ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا (النساء:۱۷۶) کہ وہ لوگ جو اللہ پر ایمان لاتے ہیں اور ایمان کے تمام تقاضوں کو پورا کر کے اس کوشش میں لگے رہتے ہیں کہ اللہ کی رحمتوں کے ذریعہ شیطانی حملوں سے اپنا بچاؤ کریں تو یہ لوگ ہیں سَيُدْخِلُهُمْ فِيْ رَحْمَةٍ مِّنْهُ وَفَضْلٍ ۔ کہ اللہ تعالیٰ انہیں اپنی رحمت اور اپنے فضل کی جنتوں میں داخل کرے گا اور اس کا طریق یہ ہوگا وہ يَهْدِيْهِمْ اِلَيْهِ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ۔ جو راہیں سیدھی اللہ کی طرف لے جانے والی ہیں ان راہوں کو ان لوگوں کے لئے منور کیا جائے گا ان کی طرف ان کی رہنمائی کی جائے گی تو سچی اور حقیقی اور اصولی بات یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے دروازے صرف ان لوگوں پر کھلتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے ایمان لاتے ہیں اور پھر اپنی عملی زندگی میں یہ کوشش کرتے ہیں کہ وہ ایمان کے تمام تقاضوں کو پورا کرنے والے ہوں اس طرف متوجہ کرتے ہوئے سورۃ نساء میں ہی اللہ تعالیٰ نے فرمایا يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۔(النساء:۱۳۷) اے وہ لوگو جو ایمان کا دعویٰ کرتے ہوئے اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ۔ ایمان کا حکم تو پہلے ہی واضح ہے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ اے وہ لوگو جن کا دعویٰ ہے کہ خدا کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے وہ لوگ اللہ پر ایمان لائے ہیں اور اس بات پر ایمان لائے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے محمد رسول اللہ ﷺ کے ذریعہ ایک آخری اور کامل اور مکمل شریعت نازل کی ہے۔ اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ اب اس ایمان کے تقاضوں کو تم پورا کرو کس طرح پورا کرو؟ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اے وہ لوگو جو ایمان کے مدعی ہو ایمان کے تقاضوں کو اللہ کی اطاعت یعنی قرآن کریم کی شریعت کے مطابق اپنی زندگیوں کو ڈھال کے وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ (النساء:۶۰) اور اتباع نبویہ کے طفیل اور آپؐ ہی کے حکم کے مطابق جب قدرت ثانیہ کے جلوے اللہ تعالیٰ ظاہر کرنا چاہے تو ان جلوؤں

سے فائدہ اُٹھانے کے لئے جو تقاضے تم سے کئے جائیں ان کو پورا کر کے اپنے ایمان کا ثبوت دو اور اپنے لئے رحمتوں کے سامان پیدا کرو۔ تو رحمت کے حصول کیلئے یا فضل کی جنتوں میں داخلے کے لئے یا اللہ تعالیٰ کی جنتوں کی ٹھنڈی چھاؤں میں زندگی کے لمحات گذارنے کے لئے خدا تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے بنیادی چیز یہ ہے کہ معرفت اور عرفان کے ساتھ عَلٰی وَجْهِ الْبَصِيْرَة ایمان اور اعتقاد کو پختہ کیا جائے اور دل اور روح ایمان کے نور سے منور ہو جائے اور تمام جوارح جن سے ہم کام لیتے ہیں ہمارے ہاتھ ہیں، ہماری زبان ہے ہمارے پاؤں ہیں ہماری آنکھیں ہیں ناک ہے جتنی بھی قوتیں اور استعدادیں اللہ تعالیٰ نے کام کی غرض سے ہمیں عطا کی ہیں ان سب کو ایمان کے مطابق ہم کام پر لگائیں اور ہمارا ہر عضو یہ گواہی دے کہ اس کی گردن پر خدا کے احکام اور نبی کریم ﷺ کے ارشادات کا جُوّا ہے اور آپؐ کے حکم سے اور آپؐ کی اطاعت سے کوئی باہر نہیں اگر انسان ایسا بن جائے تو اس سے زیادہ بابرکت انسان کوئی نہیں ہوسکتا اور پھر وہ جو ایسا بننے کی کوشش کرے یعنی یہ تو صحیح ہے کہ قوت اور استعداد کا جائزہ مختلف ہے لیکن یہ بھی صحیح ہے کہ شریعت اسلامیہ کے طفیل اور نبی اکرم ﷺ کے فیوض سے اگر حصہ لیا جائے تو ہر انسان اپنی قوت اور استعداد کے دائرہ میں اپنے کمال کو حاصل کرسکتا ہے اور یہ اپنی قوت اور استعداد کے مطابق اپنی روحانی کمال کو حاصل کر لیتا ہے وہ اپنے دائرۂ استعداد کے اندر جتنی زیادہ سے زیادہ رحمت اللہ کی حاصل کرسکتا تھا وہ اسے مل جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ بتایا کہ رحمت سے حصہ لینا چاہتے ہو تو ایمان پختہ، اعتقاد صحیح، اعمال صالحہ ہوں، نیت خالص ہو، دل میں کوئی فتور اور شر نہ ہو اور روح اپنے ربّ کے آستانہ پر جھکی رہے اور دعاؤں میں مشغول رہے اور اس سے طاقت حاصل کرے تا اس کے بتائے ہوئے راستوں پر چل سکے تو رحمت کے دروازے کھل جائیں گے۔

میں نے بتایا ہے کہ قرآن کریم میں کئی سو تقاضے بیان ہوئے ہیں جو ہمارے ایمان سے کئے گئے ہیں ان میں سے بعض کا ذکر میں اس وقت اختصار کے ساتھ کر دینا چاہتا ہوں اور میں نے ان باتوں میں سے چند کا انتخاب کیا ہے جن میں مومن کو مخاطب کیا گیا ہے کہ اگر تم ایمان لائے ہو تو یہ کرو اور اگر تم ایمان لائے ہو تو وہ کرو اللہ تعالیٰ سورۃ تحریم میں فرماتا ہے يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْۤا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا (التحریم: ۹) ایمان کا دعویٰ اگر ہے تو ایمان کے اس تقاضے کو پورا کرو کہ اپنے اللہ کی طرف توبہ کرو ایک سچی اور خالص توبہ، توبہ کہتے ہیں کہ انسان اپنی غلطی پر نادم ہو کر اپنے گناہوں سے شرمندگی کا احساس کرتے

ہوئے اس غلطی اور گناہ کے چھوڑنے کا عزم کرے اور اپنے ربّ سے یہ وعدہ کرے کہ آئندہ کبھی وہ اس قسم کی غلطی میں ملوث نہیں ہوگا یہ ابتداء ہے اور حقیقتاً پہلا تقاضا ہے ایمان کا کیونکہ جو شخص اسلام لاتے ہوئے یا اگر وہ اسلام میں پیدا ہوا ہے تو بلوغت کو پہنچتے ہوئے جب بھی اس کو روحانی بلوغت حاصل ہو حقیقی توبہ کرتا ہے اس کے سارے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں جیسا کہ قرآن مجید میں بڑی وضاحت سے بیان ہوا ہے اور اس کی روحانی زندگی کی ابتداء وہ ہوتی ہے تو ایک تقاضا ہمارے ایمان کا یہ ہے کہ تُوْبُوْا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحاً ایک سچی اور خالص توبہ کر کے انسان یہ عزم کرے کہ میں کبھی کوئی ایسی بات نہیں کروں گا جس سے میرے ربّ نے مجھے روکا ہے اور جس کے کرنے سے وہ ناراض ہوتا ہے اس کا غضب بھڑکتا ہے پھر سورۃ حج میں فرمایا يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۔(الحج:۷۸) توبہ کے بعد تمہارے لئے ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کی قرب کی راہوں کو تلاش کرو اور نیکیاں بجالاؤ تا کہ وہ تمہیں اپنا مقرب بنالے اس کے سامنے جھکو ذلت سے انکساری کے ساتھ اپنی کمزوریاں اس کے سامنے پیش کرتے ہوئے ان کمزوریوں کو دور کرنے اور اس سے طاقت حاصل کرنے کے لئے دعائیں کرو۔ غرضیکہ عبودیت کے مقام کو حاصل کرنے کی کوشش کرو وَاعْبُدُوْا رَبَّكُمْ ۔ پھر فرمایا يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا (الاحزاب:۴۲) عبادت اگر کرنا چاہتے ہو تو ہر وقت اس کے ذکر میں مشغول رہو یہ مشکل بھی ہے اور سہل بھی ہے ان لوگوں کے لئے مشکل ہے جو اس کی اہمیت کو اور اس کے اثرات کو پہچانتے نہیں اور ان لوگوں کے لئے آسان ہے جو سمجھتے ہیں کہ ہر وہ لحظہ جو ہم نے اپنے ربّ کی یاد میں نہیں گزارا وہ ضائع ہو گیا اور ممکن ہے کہ وہ ہماری ہلاکت کا باعث بنے یہ صحیح ہے کہ انسان اپنی زندگی میں بعض ایسے کام بھی کرتا ہے جب وہ ذکر الٰہی کر ہی نہیں سکتا مثلاً جب وہ سو جاتا ہے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے کہ نیند سے معاً پہلے اگر انسان اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول رہے اور ذکر کرتے ہوئے سو جائے تو یہ سونے کے اوقات بھی خدا تعالیٰ کی نگاہ میں ایسے ہی سمجھے جاتے ہیں جیسے کہ وہ ذکر میں مشغول ہے یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے اس پر اور اس کی رحمت ہے پھر بعض ایسے کام ہیں کہ اس میں وہ پوری توجہ نہیں دے سکتا مثلاً ایک شخص موٹر چلا رہا ہے اگر اس کی توجہ بہک جائے تو کسی انسان کی جان بھی خطرے میں پڑ سکتی ہے عادت سے شاید وہ کر لے گا لیکن جن کو عادت نہیں ہے وہ اس وقت اس کے ذکر سے معذور ہوں گے اور مجبور ہوں گے کہ وہ اس وقت ذکر نہ کریں لیکن بہت سے کام ہیں کہ جو انسان کرتا بھی ہے اور ان کاموں

کے ساتھ خدا کا ذکر بھی کرتا رہتا ہے اور کام میں کسی قسم کا حرج پیدا نہیں ہوتا ایک دفعہ میں نے پہلے بھی بتایا تھا کہ جب میں دستخط کر رہا ہوتا ہوں تو ساتھ ذکر بھی کر رہا ہوتا ہوں تو دستخط کرنے کے راستہ میں ذکر الٰہی روک نہیں بنتا کیونکہ دستخط ہاتھوں نے کرنے ہوتے ہیں بعض وقت سَو سَو دو دو سَو دستخط کرنے پڑتے ہیں یا جب قلم میں سیاہی بھری جائے اب یہ ایسا کام نہیں ہے کہ سیاہی بھرنے میں ساری توجہ اس کی طرف دینی پڑے ورنہ کسی کی جان یا کسی صحت ضائع ہونے کا خطرہ پیدا ہو جائے گا اس وقت آپ ذکر بھی کر سکتے ہیں ویسے ہنسی میں میں نصیحۃً کہا کرتا ہوں میرے پاس وہ قلم ہے جو سیاہی چوستی ہے یہ دیکھو کیسی اچھی قلم ہے کہ نو دفعہ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْم پڑھیں تو اس میں سیاہی بھر جاتی ہے اب یہ صرف توجہ ہے یہ حقیقت پہچاننی چاہیے کہ ہر وہ لمحہ جو ہم اس کی یاد میں گذار سکتے ہیں وہ اس کی یاد میں گذارنا چاہیے یہ اس کا احسان ہے کہ اس نے دنیا کے کاموں کیلئے ہمیں اجازت دے دی جب ایسے کام ہوں کہ تم اپنی زندگی کے لمحات خدا کی یاد میں نہ گذار سکتے ہو تو ان کاموں میں اسے رہنے دو لیکن جب وہ کام شروع ہوتا ہے اس سے معاً پہلے کا وقت خدا کی یاد میں گذرے اور جب وہ کام ختم ہوتا ہے اس کے معاً بعد کا وقت خدا کی یاد میں گذرے گا تو تمہارے اس وقت کو بھی ہم یہی سمجھیں گے کہ جیسے ہماری یاد میں گذرا ہے۔ ہمارا ربّ بڑا احسان کرنے والا بڑا رحم کرنے والا ہے۔

ایک اور ذمہ داری ایمان کی یہ بتائی کہ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا (الاحزاب: ۵۷) کہ نبی کریم ﷺ کی سنت کی اتباع کرنے والا اس حقیقت اور یقین پر قائم ہوتا ہے کہ آپ نے جو بھی کیا اس کے ذریعہ سے ہم پہ احسان کیا کیونکہ آپ نے جو بھی کیا جب ہم وہ کرتے ہیں تو خدا ہم پر راضی ہو جاتا ہے کتنا بڑا احسان ہے کہ خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کا ایک دروازہ ہمارے لئے کھول دیا تو اے ایمان والو! تمہارے ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ تم نبی کریم ﷺ کے شکر گزار بندے بننے لگو آپ پر درود اور سلام بھیجتے رہو اس کے مقابلہ پر فرمایا لَاتَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ (البقرہ: ۲۰۹) جب تم خدا کا بندہ بنتے ہوئے، اپنے ایمان کے تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے، خدا تعالیٰ کی عبودیت پر قائم ہو جاؤ گے اور ہر وقت اس کی عبادت اور اس کے ذکر میں مشغول ہوتے ہوئے اور نبی کریم ﷺ پر درود اور سلام بھیج رہے ہو گے تو شیطان بہر حال تم سے خوش نہیں ہو گا اس واسطے وہ پوری کوشش کرے گا کہ تم بہک جاؤ اس لئے اے ایمان کا دعویٰ کرنے والو تمہارے ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ شیطان کے قدم بقدم نہ

چلو بلکہ جن راہوں کو شیطان خدا سے تمہیں دور لے جانے کے لئے اختیار کرتا ہے تم اس طرف ذرا بھی متوجہ نہ ہو بلکہ اپنے صراط مستقیم کو نہ چھوڑو۔

ایک اور تقاضا ایمان کا۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ (اٰلِ عمران:۱۰۳) فرمایا کہ ایمان کا ایک تقاضا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اس کی تمام شرائط کے ساتھ اختیار کیا جائے تقویٰ کے معنی یہ ہیں کہ بُری رذیل اور گناہ کی باتوں کو اس لئے چھوڑ دیتا کہ اللہ تعالیٰ ناراض نہ ہو جائے اور نیکیوں کی راہوں کو بھی ترک کرنے سے اس لئے بچنا کہ نیکی کی راہ ترک کر کے بھی اللہ تعالیٰ ناراض ہو جاتا ہے اور جب شیطان حملہ آور ہو تو اس وقت خدا تعالیٰ کو اپنی ڈھال بنا لیتا ہے خدا تعالیٰ کی پناہ میں آ جاتا ہے یہ ہیں تقویٰ کے معنی انسان کہہ سکتا تھا کہ میں کمزور ہوں میں شیطان کے حملوں سے کیسے بچوں گا خدا تعالیٰ نے فرمایا میری پناہ میں آ جاؤ شیطان کے حملوں سے بچ جاؤ گے تو فرمایا کہ ایمان کا ایک تقاضا یہ ہے کہ تمہیں شیطان کے حملوں کا کامیابی کے ساتھ جواب دینا چاہئے چونکہ تم کمزور ہو اس کے حملوں کا کامیابی کے ساتھ جواب نہیں دے سکتے اس لئے ہم تمہیں یہ راستہ بتاتے ہیں کہ تم ہماری پناہ میں آ جاؤ ہمیں اپنی ڈھال بنا لو شیطان کا کوئی وار تمہارے خلاف کامیاب نہیں ہوگا بعض دفعہ شیطان یہ وسوسہ ڈالتا ہے کہ اپنے بھائی کو راضی کر لوں اپنے بچے جوان ہیں پہلے میں ان کو تیار کر لوں کہ وہ اسلام لائیں پھر میں ہوں گا لیکن موت کا کچھ پتہ نہیں ہوتا زندگی کا کیا اعتبار ہے ایک واقعہ ابھی ہماری زندگی میں ہوا ہے ایک شخص کو ہمارے ایک احمدی تبلیغ کر رہے تھے انہوں نے کہا کہ میں استخارہ کروں گا اپنی کچھ شرائط کے ساتھ اگر مجھے علم ہوا کہ احمدیت سچی ہے تو میں ایمان لے آؤں گا چنانچہ انہوں نے استخارہ کرنا شروع کیا اور تیسرے دن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ان کو کہا گیا وہ سچا ہے وہ سچا ہے انہیں کہا گیا کہ اب ایمان لاؤ تو وہ شخص کہنے لگا کہ نہیں ایک خامی رہ گئی ہے میرے استخارہ میں میں چھٹی پر جا رہا ہوں اپنے وطن جب واپس آؤں گا تو پھر نئے رنگ میں اس خامی کو دور کر کے استخارہ کروں گا اور اگر پھر مجھے بتایا گیا تو میں ایمان لے آؤ گا چنانچہ وہ چھٹی پر گیا لیکن واپس نہیں آیا وہیں اس کی وفات ہوگئی۔

تو جس وقت ہدایت کی راہیں کھل جائیں اس وقت ہدایت کو مان لینا بڑا ضروری ہے اور یہ نہیں دیکھنا چاہئے کہ میرے رشتہ دار یا بچے وغیرہ جو ہیں ان کو بھی میرے ساتھ آنا چاہئے پھر ان کی خاطر غلط

راستوں کو بھی اختیار نہیں کرنا چاہئے مثلاً اگر باپ یہ کہے کہ نظام نے یہ پابندی تو لگائی ہے کہ سینما نہیں دیکھنا لیکن میرے بچے چونکہ ضد کر رہے ہیں اور میں ان کو روک بھی نہیں سکتا سینما دیکھنا ایک برائی ہوگی لیکن یہ یہاں کی بدصحبت میں چلے جائیں گے اور ایک روز برائی میں پھنس جائیں گے اس لئے میں ان کی حفاظت کے لئے سینما ساتھ چلا جاتا ہوں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا عَلَیْكُمْ اَنْفُسَكُمْ لَا یَضُرُّكُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَیْتُمْ (المائدہ:۱۰۶)

کہ ہر شخص اپنی جان کی حفاظت کرے اگر کوئی دوسرا ہدایت نہیں پاتا اور یہ اپنی ہدایت اور حفاظت کا سامان کر لیتا ہے تو اسے ان لوگوں کی غلط روی نقصان نہیں پہنچائے گی ہر شخص کو اپنی حفاظت اپنی ہدایت کی فکر کرنی چاہئے اور وہ اس کا سامان کرے کن لوگوں کے لئے وہ ہدایت کو ٹھکرا دے اُخروی زندگی میں وہ کسی کام نہیں آئیں گے اس زندگی میں ان کا کوئی بھروسہ نہیں بڑے چاؤ سے باپ اپنے بچے کو پالتا ہے اس پر خرچ کرتا ہے پڑھاتا ہے بظاہر اس کی تربیت کرتا ہے پھر بھی خامی رہ جاتی ہے جب وہ بڑا ہوتا ہے کمانے لگتا ہے اپنے باپ کو پوچھتا بھی نہیں اس زندگی میں بھی کام نہیں آتا بعض شریف الطبع خدا کے خوف سے اپنے والدین کا احترام کرتے ہیں اور چھوٹے پر شفقت کرتے ہیں لیکن ایسے بھی تو ہیں جو اپنے ماں باپ کو نہیں پوچھتے اعتبار نہیں ہے اگر خدا فضل کرے تو نیک اولاد ہو خدمت گذار اولاد ہو اور اگر اس کے فضل کو یہ گم کر دیں اور اس کی رحمت سے محروم کر دیئے جائیں اپنی بداعمالیوں کے نتیجہ میں تو اس دنیا میں بھی کام نہیں آتے تو کون کس کسی کے کام آتا ہے لیکن ایک ذات ہے کہ اگر اس کے ساتھ تعلق ہو تو وہ ہر آن ہمارے کام آتی ہے اور وہ ہمارے ربّ کی ذات ہے اسے چھوڑ کے دنیا کے رشتے قائم کریں گے یہ تو مناسب نہیں ہے۔ فرمایا ایمان کا تقاضا یہ ہے اے مومنو! کہ عَلَیْكُمْ اَنْفُسَكُمْ جان کی حفاظت کس طرح کی جائے یہ پہلے بھی آچکا ہے لیکن یہاں ان دو کو علیحدہ دہرایا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے سورۃ توبہ میں یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ۔ (التوبہ:۱۱۹)

اے ایمان والو! ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ ایک تو اللہ کی پناہ میں آجاؤ اور دوسرے لَا یَضُرُّكُمْ مَّنْ ضَلَّ جو گمراہ ہیں ان کی صحبتوں سے پرہیز کرو اور اس کے مقابلہ میں جو خدا تعالیٰ کی راہ میں صدق وصفا دکھانے والے ہیں ان کی صحبت میں رہ کر ان جیسا بننے کی کوشش کرو تم بھی صادق بن جاؤ وفا کا تعلق صدق کا تعلق اللہ تعالیٰ کے ساتھ قائم کرو اور چونکہ وہ ایسے لوگوں سے پیار کرتا ہے تمہیں ہدایت نصیب ہو جائے

گی تمہارے لئے رحمت مقدر ہو جائے گی تو جہاں اس شخص کو چھوڑ نا ضروری ہے جو غلاظت کی راہوں کو اختیار کرتا ہے وہاں اس سے تعلق اخوت اور تعلق محبت استوار کرنا بھی ضروری ہے جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں صدق وصفا کا نمونہ دکھاتا ہے اور اس طرح ایک دوسرے سے تعاون کرتے ہوئے جماعت مومنین روحانی مقامات بلند سے بلند حاصل کرتی چلی جاتی ہے تو ایمان کا ایک اور تقاضا خلافت کو قائم کریں گے خلافت کو قائم رکھیں گے ایک مختصر سا فقرہ ہے اور مجھے یقین ہے کہ میرے بچے جو اس وقت سامنے بیٹھے ہیں ان کی کثرت اس کی روح کو سمجھ نہیں سکتی جب تک کہ ان کے سامنے کھول کر اور بار بار اسے بیان نہ کیا جائے ایک تو نظام خلافت کی حفاظت کے یہ معنی ہیں کہ ہم اپنی ارواح کی حفاظت کریں گے کیونکہ قرآن کریم میں جو خلافت کا وعدہ دیا گیا ہے وہ یہ نہیں کہ تم جو مرضی ہے بن جانا میں خلافت کا سلسلہ قائم رکھوں گا بلکہ وعدہ یہ دیا گیا ہے اس کے برعکس وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ (النور:۵۶) کہ ایمان کے تقاضوں کو جب تک پورا کرتے رہو گے اور اپنے عمل سے یہ ثابت کرو گے کہ واقعی تم ایمان کے تقاضوں کو پورا کرنے والے ہو اس میں وقت تک تم میں خلافت کا سلسلہ قائم رکھوں گا۔

ایمان کا ایک اور تقاضا۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ۔(البقرہ:۱۵۴) ایمان کا دعویٰ کرنے والا اگر اپنے دعویٰ میں سچا اور پختہ ہے تو ایمان کے اس تقاضا کو پورا کرنا ہوگا کہ ثبات قدم کے ساتھ ایمان پر قائم رہتے ہوئے دعاؤں کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی مدد چاہو وہ تمہاری مدد کو آئے گا۔

ایک شخص نور کو چھوڑ کر ظلمت کو اختیار کرتا ہے ایک شخص سکون کی راہوں کو ترک کرتا اور دکھ اور عذاب کی راہوں کو اختیار کرتا ہے ایک شخص اپنے ربّ کی طرف پیٹھ کر لیتا ہے اور شیطان کی طرف چلنا شروع کر دیتا ہے وہ جو اسلام میں پیدا ہوا وہ جس نے بچپن سے قرآن کریم کی تعلیم کو سیکھا یہ بہت بڑا حادثہ ہے ایک وہ وقت تھا کہ اگر ایک آدمی اسلام سے مرتد ہو جاتا تھا تو قیامت بپا ہو جاتی تھی اور اب یہ حال ہے کہ سینکڑوں ہزاروں مسلمانوں کے بچے عیسائی ہو رہے ہیں اور کسی کو فکر نہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بڑے درد سے اس کو بیان کیا ہے اور یہ حقیقت ہے کہ زندہ قوموں میں چھوٹی چھوٹی باتوں کو برداشت نہیں کیا جاتا کیونکہ یہی چھوٹی چھوٹی باتیں ایک وقت میں عَذَابِ اَلِیْم کا پیش خیمہ بن جاتی ہیں اور خدا تعالیٰ کی درگاہ سے وہ انسان یا وہ قوم جو ان حالات کو دیکھتے ہوئے مدد چاہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ مدد کو آئے گا۔

ایک اور تقاضا یہ بتایا کہ یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِی السِّلْمِ کَآفَّۃً (البقرہ:۲۰۹) کہ تم سب مل کر فرمانبرداری کے دروازہ کی حدود کے اندر آ جاؤ لیکن اس بات کا خیال رکھو کہ تم میں سے کوئی شخص بھی ان حدود سے باہر نہ نکلے نہ نکلنے کی کوشش کرے تربیت کا اہم گران آیت میں بتایا گیا ہے یوں تو کہا کہ لَا یَضُرُّکُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا اھْتَدَیْتُمْ (المائدہ:۱۰۶) لیکن یہ نہیں کہا کہ اگر تم ہدایت پا جاؤ تو جو لوگ ضلالت کی راہ اختیار کرتے ہیں تمہاری کوششیں ان کے لئے بے نتیجہ نکلیں گی بلکہ یہ کہا کہ فرمانبرداری اور اطاعت کے دائرہ میں سارے کے سارے آ جاؤ جو کمزور ہیں کبھی غفلت سے کبھی لاپرواہی سے کبھی ہوائے نفس کے نتیجہ میں کبھی شیطان کے وسوسہ میں پھنس کر حدود سے باہر نکلنے لگتے ہیں ان کو وہاں سے پکڑو اور دائرہ کے اندر لے آؤ تا کہ ساری قوم بحیثیت قوم اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کی وارث بنتی رہے۔

ایمان کا ایک تقاضا یہ فرمایا۔

یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُلُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَارَزَقْنٰکُمْ (البقرہ:۱۷۳) یعنی تمہارے آج کے ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ ہم نے اس دنیا میں بنی نوع انسان کے لئے جو رزق پیدا کئے ہیں ان میں سے تم ایسے رزق کو استعمال کرو جو جائز اور پاک راہوں سے تم نے حاصل کیا ہو اور وہ اسی قدر استعمال کرو جو تمہارے لئے جائز اور پاک ہو یہ دونو مفہوم طیبات کے اندر آ جاتے ہیں مثلاً زکوٰۃ ہے جب تک زکوٰۃ نہ نکالی جائے انسان کا اپنا کمایا ہوا مال اس کے لئے پاک نہیں بنتا فرض کرو خیرات ہے بھوکے کو کھانا کھلانے ہے ننگے کو کپڑے دینا ہے بیمار کے علاج کا انتظام کرنا ہے جب یہ تمام ذمہ داریوں کو ادا نہیں کرتا وہ اگرچہ جائز اور پاک راہ سے مال کما رہا ہے لیکن جو خرچ کر رہا ہے وہ اس کے لئے جائز اور پاک نہیں ہے کیونکہ اس نے ایمان کے تقاضوں کو پورا نہیں کیا تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ جو رزق ہم نے تمہارے لئے پیدا کیا ہے ان میں صرف ان رزقوں کو اور صرف اس حد تک استعمال کرو جو جائز اور پاک راہوں سے حاصل ہوں اور جس حد تک تمہیں استعمال کی اجازت دی گئی ہو اور پھر تم یہ سمجھو کہ جو مال کمایا تو پاک راہ سے ہے لیکن جس کا استعمال طیب نہیں ہے اس کو خدا تعالیٰ کے حکم کے ماتحت خرچ کرو۔

یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰکُمْ (البقرہ:۲۵۵) ہمارے بتائے ہوئے طریق کے مطابق تم اسے خرچ کرو اشاعت اسلام کے لئے قرآن کریم کے تراجم کے لئے، اسلام کے احیاء کے لئے اور استحکام کے لئے، ہزار راہیں ہیں جو اللہ تعالیٰ نے بتائی ہیں اس واسطے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جس حد تک

استعمال جائز ہے اپنے مالوں میں سے ٹھیک ہے اللہ تعالیٰ کی رضا اس میں بھی مضمر ہوگی لیکن جو راہیں ہم بتاتے ہیں تو جب ان راہوں پر تم خرچ کرو گے تو تمہارے لئے یہ طیب ہوگا۔ فرمایا کہ جب ہمارے کہنے کے مطابق تم مال کو خرچ کرو گے اور اس خرچ میں سے مستحق کو دو گے تو پر شیطان آ جائے گا وہ کہے گا کہ یہ خدا کا بندہ تو ثواب حاصل کر رہا ہے وہ ہمارے دل میں مختلف وسوسے پیدا کرے گا اس سے ہوشیار رہنا۔ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰى ۔(البقرہ: ۲۶۵) یاد رکھنا کہ ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ اگر کسی مستحق کو تم نے مال دیا خدا کی خوشنودی کے حصول کے لئے تو اس پر احسان کبھی نہ جتلانا اور اگر تم نے خدا کی رحمت کے وارث بننے کے لئے اپنے مال سے کچھ دیا ہے تو کبھی کوئی ایسا طریق نہ اختیار کرنا جو اسے تکلیف پہنچائے میں نے دیکھا ہے کہ بعض دفعہ بعض گھرانوں کے لوگ بعض مستحقین کی کچھ مدد کرتے ہیں لیکن بعد میں یہ امید رکھتے ہیں کہ وہ سارا دن ان کے کام میں بغیر تنخواہ کے لگے رہیں یا ان کو خوشامد کریں یہ ان کے لئے تکلیف کا باعث بن جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میرے ایک حکم کی تعمیل جو تم کرو گے اور اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ پر عمل کرو گے تو شیطان تمہیں تمہارے نیک عمل کو ثواب سے محروم کرنے کے لئے تمہارے دل میں وسوسے اور شیطنت کے خیالات ڈالے گا اور کہے گا بڑا احسان کیا ہے تم نے اس شخص پر اس کا فرض ہے کہ شکر کے طور پر اب تیری خدمت میں لگ جائے شیطان کے اس قسم کے وسوسوں سے اپنے آپ کو بچائے رکھو یہ ایمان کا تقاضا ہے۔ ایک اور تقاضا ایمان کا یہ ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا (الاحزاب: ۷۱) اے ایمان کا دعویٰ کرنے والو ایمان یہ تقاضا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں اپنے آپ کو لے آؤ اور تم اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں آ نہیں سکتے جب تک سچی اور سیدھی بات نہ کہو خالی سچی نہیں اسلام نے یہ نہیں کہا کہ سچی بات کہو کیونکہ نبی کریم ﷺ نے بہت سی باتوں کے متعلق فرمایا کہ یہ نہ کہو مثلاً غیبت ہے سچی بات ہے لیکن کہا ہے کہ مت کرو کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا کہ اسلام کا حکم ہے سچی بات کہو میں تو ہر جگہ یہ بات کروں گا کیونکہ یہ سچی ہے قرآن کریم نے خالی یہ نہیں کہا کہ سچی بات کرو قرآن کریم نے کہا ہے کہ سچی اور سیدھی بات کرو تو ہم کہیں گے یہ سیدھی ہے ہی نہیں کیونکہ اسلام نے منع کیا ہے ہر وہ چیز جس کو اسلام منع کرتا ہے وہ صراط مستقیم کا حصہ نہیں بن سکتی تو سیدھی نہیں ہے ہمیں اللہ نے اس بات کی طرف متوجہ کیا کہ اے ایمان والو!

اللہ کی حفاظت میں آؤ اور اللہ کی حفاظت میں تم آ نہیں سکتے جب تک تم سچی اور سیدھی بات نہ کرو میں نے دیکھا ہے بہت سے آدمیوں کی یہ عادت ہو جاتی ہے ٹیڑھی بات کرنے کی بے فائدہ بھی کرتے ہیں ایک ہمارے دوست تھے ان کی اس طرح عادت تھی ایک دفعہ میں نے مذاق میں کہا کہ یہ آپ نے کیا عادت ڈالی ہوئی ہے اصلاح کریں اپنی اور میں نے کہا کہ آپ کی عادت ایسی بن گئی ہے کہ یہ سرخ ٹوپی جو پہنی ہوئی ہے اگر میں آپ سے پوچھوں کہ اس ٹوپی کا رنگ کیا ہے تو آپ ایک فقرے میں جواب نہیں دیں گے کہ اس کا رنگ سرخ ہے بلکہ کوئی اور کہانی شروع کر دیں گے اور بعد میں رنگ بتائیں گے اتنی تمہید کے بعد میں نے ان سے پوچھا کہ اچھا آپ بتائیں اس ٹوپی کا رنگ کیا ہے تو پھر انہوں نے کہانی شروع کر دی اس وقت میں نے ان کو توجہ دلائی تو عادت پڑ چکی تھی اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے احتیاط کرنی چاہئے کہ انسان کو غلط عادتیں نہ پڑیں پھر ان کو چھوڑنا مشکل ہو جاتا ہے ابتداء ہی میں اگر ہم اچھی عادتیں ڈالنے کی کوشش کریں تو ہمارے لئے اتنا مشکل نہیں لیکن بُری عادتیں پڑ جانے کے بعد انہیں چھوڑنا نسبتاً بہت مشکل ہو جاتا ہے۔

ایمان کا ایک تقاضا یہ ہے کہ قول سدید ہو سچی اور سیدھی بات ہو پھر فرمایا کہ ایمان کا ایک اور تقاضا یہ ہے۔ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا یَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ (الحجرات:۱۲) کسی کو حقارت کی نگاہ سے نہیں دیکھنا تمسخر نہیں کرنا ایمان کا ایک اور تقاضا یہ بتایا کہ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا کَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ (الحجرات:۱۳) بدظنی سے بچتے رہنا ایک اور ایمان کا تقاضا یہ بتایا کہ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ۔ (الصّف:۳) نمائش کرنے والے اپنی طرف ایسی نیک باتیں بھی منسوب کر دیا کرتے ہیں جو حقیقتہ ان کا حصہ نہیں ہیں اس سے ہمیشہ پرہیز کرنا چاہئے کیونکہ رحمت کے دروازے تو اللہ تعالیٰ کے حکم اور ارادے سے کھلتے ہیں اگر ساری دنیا کسی ایک انسان کے لئے اللہ کی رحمت کے سامان پیدا کرنے کی کوشش کرے تو کبھی کامیاب نہیں ہو سکتی تو غلط کریڈٹ لینا اس سے کوئی فائدہ نہیں انسان نے انسان کو کیا دینا ہے اگر خدا تعالیٰ کا منشا نہ ہو اور اگر خدا نے دینا ہے تو وہ ضرور دے گا اسے معلوم ہے کہ تم نے کیا کیا اور کیا نہیں کیا ایمان کا ایک اور تقاضا یہ فرمایا۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُوْنُوْۤا اَنْصَارَ اللّٰهِ (الصّف:۱۵) ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ انسان کی ساری زندگی اس رنگ میں گذرے کہ اس کے نتیجہ میں اللہ کے دین کو استحکام اور اس کی اشاعت کے سامان پیدا

ہوں اگر کوئی شخص مسلمان ہونے کا اسلام لانے کا دعویٰ تو کرتا ہے لیکن اس اسلام کے استحکام کے جذبات اس کے دل میں نہیں اور اشاعت اسلام کی کوشش اس کے اعمال کا حصہ نہیں تو پھر وہ مومن کیسا وہ ایمان کیسے لایا تو فرمایا کہ تمہارے ایمان کا تقاضا ہے کہ تم انصار اللہ بنو اگر حقیقتاً تم اللہ کے دین کے مددگار نہیں ہوگے تو تمہیں رحمت الٰہی نصیب نہیں ہوگی جیسے دوسری جگہ فرمایا کہ اللہ کی نصرت انہیں لوگوں کو ملتی ہے جو اس کے دین کی نصرت میں ہر وقت لگے رہتے ہیں فرمایا انصار اللہ بننے میں تمہارے اموال اور تمہاری اولاد روک بنے گی شیطان تمہارے اپنے ہاتھ سے محنت سے بلکہ محنت شاقہ سے کمائے ہوئے اموال کو اور تمہاری محبوب اور پیاری اولاد کو بڑے اچھے بچوں کو تمہارے ایمان کے راستہ میں روک بنانے کی کوشش کرے گا تو تمہارے ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ تم شیطان کی اس چال میں نہ آ ؤ فرمایا۔ یٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَاۤ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ (المنافقون: ۱۰) اموال کو شیطان ذریعہ بنائے گا اور اولاد کو بھی شیطان ذریعہ بنائے گا اس بات کا خدا کا ایک بندہ اپنے ربّ کو بھول جائے اور اس کے ذکر سے غافل ہو جائے اور ربّ کے ذکر سے غافل ہوگا وہ انصار اللہ کیسے بنا تو فرمایا کہ ہر وقت چوکس اور بیدار رہو اگر شیطان مال کے رخنہ سے تمہارے ایمان پر ڈاکہ ڈالنا چاہے یا اگر شیطان تمہارے بچوں کو تمہارے روحانی اموال لوٹنے کے لئے بطور چور کے استعمال کرنا چاہے تو اس کو اس میں کامیاب نہ ہونے دینا بلکہ کوشش یہ کرنا کہ تمہارا اموال شیطان کو شکست دینے والے اور تمہارے بچے شیطان کے خلاف صف آرا ہونے والے ہوں یہ چند مثالیں میں نے دی ہیں اور انتخاب بھی صرف ان آیات کا کیا ہے جن میں مومن کو مخاطب کر کے ایمان کا تقاضا بتایا ہے بڑی وضاحت کے ساتھ تو بنیادی چیز اللہ کی رحمت کے حصول کے لئے یہ ہے کہ ہم اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لائیں اللہ تعالیٰ کی ذات اور اس کی معرفت کو حاصل کریں اور جو شریعت ہماری روحانی تقلید کے لئے اس نے نازل کی ہے اور جس پر عمل پیرا ہو کر ہم اس کی بہترین رحمتوں کے وارث بن سکتے ہیں اس شریعت پر چلنے والے ہوں اور جس نے محمد ﷺ کو ساری دنیا کے لئے بطور ایک نمونہ کے پیدا کیا اور مبعوث کیا آپ کے اُسوہ کے مطابق اور آپ کے اُسوہ کی اتباع کرتے ہوئے اپنی زندگیوں کو ڈھالیں۔ یعنی ایمان کے سب تقاضوں کو پورا کریں تا کہ اللہ تعالیٰ ایسا فضل کرے کہ اس کی رحمت کے سارے ہی دروازے ہمارے لئے کھل جائیں اور یہ اس کی توفیق سے ہوسکتا ہے۔